Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 1234 1234
ISSN(P): 1234 1234
al-marjan.com.pk

Article QR

The Methodology and Style of Thana'i Tafsir and Refutation of False Religions: An Analytical Study

تفسیر ثنائی کا اسلوب و منہج اور رد ادیان باطلہ: تجزیاتی مطالعہ

Authors

1. Muhammad Talha Nasrallah
M.Phil. Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore, Punjab, Pakistan
talha7054@gmail.com

2. Dr Aqsa Tariq
Lecturer, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot, Punjab, Pakistan.

Citation

Nasrallah, Muhammad Talha and Dr Aqsa Tariq " The Methodology and Style of Thana'i Tafsir and Refutation of False Religions :An Analytical Study." Al-Marjān Research Journal, 1, no.1, Jan-June (2023): 1– 12.

History

Received: January 10, 2023, **Revised**: February 16, 2023, **Accepted**: March 29, 2023, **Available Online**: June 25, 2023.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

The Methodology and Style of Thana'i Tafsir and Refutation of False Religions: An Analytical Study

تفسیر ثنائی کا اسلوب و منہج اور رد ادیان باطلہ: تجزیاتی مطالعہ

*محمد طلحہ نصر اللہ *ڈاکٹر اقصیٰ طارق

Abstract

The study delves into the methodology and approach employed in Tafsir Thanwi and its practical application in refuting false religions, with a particular focus on Hinduism and Qadianism. Tafsir Thanwi, a distinguished method of interpreting the Quran, is characterized by its meticulous and scholarly approach. It involves unpacking the Quranic verses to extract their deeper meanings, analyzing historical contexts, and addressing contemporary issues pertinent to the Muslim community .This method holds significant importance in the context of refuting false religions, especially Hinduism and Qadianism. In the case of Hinduism, Tafsir Thanwi serves to elucidate Quranic wisdom and provide evidence to counter Hindu theological beliefs that may conflict with Islamic doctrines. By employing a systematic and analytical approach, Tafsir Thanwi can effectively debunk misconceptions and false claims propagated by adherents of Hinduism .Similarly, Tafsir Thanwi plays a crucial role in refuting Qadianism, a sect that emerged in the Indian subcontinent claiming prophethood after Prophet Muhammad (peace be upon him). Tafsir Thanwi relies on Quranic injunctions, prophetic traditions (Hadith), and principles of Islamic jurisprudence to dismantle Qadiani assertions and doctrines. It offers a comprehensive critique, highlighting inconsistencies between Qadiani beliefs and established Islamic teachings . By applying Tafsir Thanwi's methodology, scholars can provide a robust response to the theological challenges posed by false religions. The method's emphasis on textual analysis, historical context, and adherence to Islamic principles equips scholars with the necessary tools to effectively refute erroneous beliefs. Overall, the study underscores the significance of Tafsir Thanwi in countering false religions and upholding the integrity of Islamic doctrine.

Keywords: Tafsir Thanwi, refutation, Hinduism critique, Qadianism debunking, textual analysis, historical context

* ایم فل۔ اسلامک اسٹڈیز، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور، پنجاب، پاکستان۔

* لیکچرر، انسٹی ٹیوٹ آف عربی اینڈ اسلامک اسٹڈیز، جی سی ڈبلیو یو، سیالکوٹ، پنجاب، پاکستان۔

تعارف

تفسیر ثنائی میں معروف اسلوب قرآنی آیات کی تشریح اور تفسیر کی جاتی ہے۔ اس کا منہج تجزیاتی اور علمی ہوتا ہے جہاں آیات کی حکمتیں، تاریخی مواقع کی تشریح، اور معاصر مسائل کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ تفسیر ثنائی کو عموماً اسلامی رد عقائد میں استعمال کیا جاتا ہے، خاص طور پر قادیانیت اور دیگر ادیان باطلہ کے خلاف۔ اس میں قرآنی حجتوں اور سنتی دلائل کی بنیاد پر مختلف اقدامات کے رد کیا جاتا ہے۔ تفسیر ثنائی کی استعمالیت میں رد قادیانیت بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس میں قادیانی مسئلے کی روشنی میں قرآنی احکام، حدیث، اور فقہی اصولوں کا جائزہ لیا جاتا ہے، جو قادیانیت کے دعوے کو مستند اسلامی اصولوں کی روشنی میں رد کرتا ہے۔ مقالہ ہذا میں انہیں باتوں کو مدلل بیان کیا گیا ہے۔

تفسیر ثنائی کا مختصر تعارف

یہ تفسیر آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اس کی پہلی جلد 1895ء میں شائع ہوئی۔ اور آخری جلد 1931ء میں مکمل ہوئی۔[1]

یہ تفسیر مختصر مگر جامع ہے اور اس میں مخالفین اسلام کی طرف سے قرآن مجید پر اعتراضات ہو رہے تھے ان کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کے شروع میں مولانا مرحوم نے مقدمہ تفسیر میں سید الانبیاء خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ کی نبوت کو عقلی و نقلی دلائل سے اس طرح پیش کیا ہے کہ ذرا سی ہوش و خرد رکھنے والا اسے پڑھ کر فوراً آپ ﷺ کی نبوت کا قائل ہو جائے۔[2]

مولانا اس تفسیر کی وجہ تالیف یہ لکھتے ہیں:

"میں نے یہ تفسیر اس لیے لکھی ہے کہ اردو تفاسیر اس سے پہلے کس قدر طویل ہیں۔ ان سے لوگ مستفید نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ایک مختصر تفسیر لکھ دی جائے تا کہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں"۔[3]

اسلوب و منہج

مولانا ثناء اللہ امر تسری رحمہ اللہ نے تنقید برائے تنقید نہیں کی بلکہ اصلاح کا پہلو بھی مد نظر رکھا ہے اور آپ کی دلی خواہش ہوتی تھی کہ مخالف پر حق آشکار ہو جائے اور وہ حق کو قبول کرلے آپ اپنے "رسالہ تعلیمات مرزا" کے آغاز میں لکھتے ہیں کہ:

"ناظرین سے استدعا ہے کہ رسالہ ہذا کو پڑھ کر اپنے بھٹکے ہوئے انسانی برادران (مرزائیوں) کو صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کریں وہ ضد کریں تو ان کے حق میں دعائے خیر کریں کہ خدا ان کو غلطی سے نکالے"۔[4]

مولانا مرحوم کی تحریروں کا ایک یہ اسلوب انتہائی دلکش ہے کہ لطیف پیرائے میں مزاح کا پہلو بیان کر دیتے ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں۔ "مرزائی اخبار اور مرزائی لیڈر خاکسار کو اپنا بدترین دشمن لکھا اور کہا کرتے ہیں، میں اس کے جواب میں کہا کرتا ہوں، میں دشمن نہیں بلکہ مرزا قادیانی اور امت مرزائیہ کا آنریری مبلغ ہوں جو کلام مرزا کو ناواقفوں تک بے تنخواہ پہنچاتا ہوں"۔[5]

---

1 عراقی، عبد الرشید، **تذکرہ ابو الوفاء** (گوجرانوالہ: ندوۃ المحدثین، 1983ء)، 57۔

2 سلفی، محمد رمضان یوسف، **مولانا ثناء اللہ امر تسری** (سیالکوٹ: جامعہ رحمانیہ، مئی 2016ء)، 21۔

3 امر تسری، ثناء اللہ مولانا، **تفسیر ثنائی** (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، دسمبر 2002ء)، 1:5۔

4 امر تسری، ثناء اللہ مولانا، (تعلیمات مرزا)، **احتساب قادیانیت** (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2001ء)، 9:158۔

5 امر تسری، **احتساب قادیانیت**، 159۔

مرزا قادیانی نے ایک یہ پیشین گوئی بھی کی تھی کہ ان کا نکاح محمدی بیگم سے ہو گا حسب معمول یہ پیشین گوئی بھی جھوٹ ثابت ہوئی تو مولانا مرحوم نے اس پر خوبصورت تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: مرزا صاحب نے اس پیشین گوئی کے متعلق جتنی کوشش کی شاید ہی کسی کام کے لئے کی ہو بہت سے خطوط متضمن ترغیب و ترہیب کے وارثوں کو لکھے مگر افسوس کوئی بھی کارگر نہ ہوا یہی کہتے چلے گئے:

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہو رقیب جدا   ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

گو یہ پیشن گوئی (منکوحہ عثمانی محمدی بیگم) مرزا جی کے الفاظ میں غلط ہوئی تاہم وہ ایک معنی سے سچے ہیں کون نہیں جانتا کہ عورتوں کو سوکن کے ساتھ جو رنج ہوتا ہے وہ طبعی ہے اس لیے غالباً نہیں بلکہ یقیناً یہ بات ہے کہ مرزا صاحب کی حرم محترم اپنی سوکن کے نہ آنے کے لیے دست بدعا ہوں گی، خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ولایت گھر کی گھر میں رہی خاوند نہیں تو بیوی ہی والی سہی۔[6]

موقع بموقع اشعار کے استعمال نے تو آپ کی تحریر کو مزید دلچسپ اور پر ظرافت بنا دیا تھا مولانا لکھتے ہیں:

احمدی دوستو! فلاسفہ اور متکلمین میں جن امور میں اختلاف ہے ان میں سے ایک امر حدوث کائنات ہے متکلمین کل ماسوی اللہ کو اور اس کے سلسلے کو حادث بالزمان مانتے ہیں، فلاسفہ یونان چند امر کو قدیم بالزمان کہتے ہیں لیکن کیا مجال کے کوئی متکلم بحث کرتے ہوئے اپنے اصول کو بھول جائے ہر گز نہیں بلکہ خواب میں بھی وہ اپنے اصول کو نہیں بھولے گا مگر آپ کا متکلم، سلطان القلم کی یہ کیا حالت ہے کہ اپنی دلیل اور اپنے بیان کو بھول جاتا ہے جس طرح ایک شاعر نے اپنے معشوق کی شکایت کی ہے کہ: مجھے قتل کر کے وہ بھولا سا قاتل لگا کہنے کس کا یہ تازہ لہو ہے کسی نے کہا جس کا وہ سر پڑا ہے کہاں بھول جانے کی کیا میری خو ہے۔[7]

ہندوؤں اور آریوں کے رد میں تفسیر ثنائی سے استدلالات

آریہ قوم کے عادات بالکل ایسی ہیں جو سورۃ الحشر میں بیان ہوئی ہے مولانا ثناء اللہ ان کی عادات کا تقابل اس آیت سے کرتے ہیں اور کسی طرح آریہ قوم کو مذکورہ منافقین سے کم نہیں پاتے کیونکہ "شدھی تحریک" جو آریوں نے چلائی تھی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے:

"لایقاتلونکم جمیعا ولا فی قری محصنة او من ورآءجدر ،بأسهم بینهم شدید ،تحسبهم جمیعا وقلوبهم شتی ، ذالک بانهم قوم لا یعقلون "[8]

"یہ لوگ تم سے سامنے ہو کر نہ لڑیں گے ہاں قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے لڑیں گے ان کی باہمی جنگ بہت سخت ہے تم ان کو یکجا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل جدا جدا ہیں، یہ حالت اس لیے ہے کہ یہ لوگ بے عقل ہیں"

اس آیت سے اللہ تعالی مسلمانوں کی ہمت بڑھا رہے ہیں کہ تم لوگ کافروں سے مت ڈرو حقیقت میں یہی کافر بزدل ہیں، یہ تم سے کبھی بھی سامنے آکر نہ لڑیں گے بلکہ یہ لوگ بستیوں اور قلعوں کے اندر سے یا دیواروں کے پیچھے سے تم سے لڑیں گے سامنے آنے کی جرآت ان میں نہیں ہے اور تم ان لوگوں کو یکجا بھی مت سمجھو بلکہ یہ لوگ الگ الگ ہیں اور یہ حال ان کے کفر کی وجہ سے ہے اور یہ بے عقل لوگ ہیں یہ لوگ کبھی بھی تم پر فتح یاب نہیں ہوں گے۔ مولانا مرحوم آریہ قوم کا رویہ بھی بیان کرتے ہیں جو انہوں نے شدید تحریک کے ذریعے کیا ہندوستان میں آریا قوم میں بر خلاف دستور ہندوؤں کے شدھی کا رواج دیا جس سے مطلب ان کا یہ تھا کہ غیر ہندوؤں کو ہندو بنایا جائے اس تحریک سے ہندو اور

6 امرتسری، ثناء اللہ مولانا، (الہامات مرزا)، **احتساب قادیانیت**،88:8۔
7 امرتسری، ثناء اللہ مولانا، (علم الکلام مرزا)، **احتساب قادیانیت**،295:9۔
8 الحشر،14:59۔

مسلمان میں جو بدمزگی پیدا ہوئی وہ باہمی جنگ و فساد تک نوبت پہنچی اس باہمی جنگ میں ہندوؤں نے طریق جنگ یہ اختیار کیا کہ مسلمان جب ان پر حملہ آور ہو تو اپنے مکانوں پر سے ان پر اینٹیں برسائیں اور خود دیواروں کی اوٹ میں چھپے رہیں اس آیت میں اس ہندو واقعے کی طرف بھی اشارہ ہے۔[9]

اس زمانے میں آریوں نے جو شدھی تحریک جاری کی جس کی وجہ سے ملک میں بڑے فساد ہوئے اور اس پر آریوں کو بڑا ناز ہے کہ ہم تو مسلمانوں کو مرتب کرنے میں بڑے کامیاب ہوں گے اس کے لئے انہوں نے اور بھی طریقے اختیار کیے۔ شدھی تحریک کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی بھرپور کوشش کی اور مخالفین اسلام کا یہ بہت پرانا طریقہ ہے کہ مال خرچ کر کے ان کو اسلام کی راہ سے ہٹایا جائے لیکن اس کے لئے ان کو منہ کی کھانی پڑی اور انہیں دوہرہ نقصان پہنچا اس وجہ سے:

1۔ اپنے اموال کے صرف کرنے پر افسوس ہوا۔

2۔ پھر وہ لڑائی جھگڑے کے اس مقابلے میں مغلوب بھی ہو گئے

ایسے لوگوں کی طرف اشارہ سورۃ انفال میں بھی ملتا ہے:

"ان الذين كفرو ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله ،فسينفقونها ثم تكون عليهم حسرة ثم يغلبون، والذين كفروا الى جهنم يحشرون"[10]

کافر لوگ مال خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں، وہ مال ان پر حسرت ہو گا، پھر مغلوب ہو جائیں گے اور کافر جہنم میں جمع کئے جائیں گے۔

اسی طرح سورۃ الممتحنہ میں بھی ایسے لوگوں کا تذکرہ ہوتا ہے آخر ایسے لوگوں کا انجام جہنم ہے جہاں ان جیسے لوگوں کو جمع کیا جائے گا جو مسلمانوں کو اسلام سے ہٹانے کے لیے مال خرچ کریں گے:

"ان يثقفوكم يكونوا لكم اعداء ويبسطوا اليكم ايديهم والسنتهم بالسوء وودوا لوتكفرون"[11]

اگر وہ تم پر قابو پاتے ہیں تو تمہارے دشمن ہو جاتے ہیں اور تمہاری طرف ہاتھ اور زبان دراز کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم اسلام کو چھوڑ کر کافر ہو جاؤ۔

اس آیت میں شدھی کی اور اس کے انجام کی بابت بڑی زبردست پیشین گوئی ہے ہندوستان میں جب اسے اسلام آیا ہے غیر مسلموں کو کانٹا چبھتا ہے مگر آج کل یہ کانٹا خصوصیت سے تیز ہو گیا ہے اسی لئے اس کے نکالنے کو ہندو قوم نے باوجود اپنے اندر شدید اختلاف رکھنے کے کہیں ہندو سنگٹھن بنائی ہے، یعنی ہندوؤں کا اجتماع اور کہیں ہندو مہاسبھا بنائی جاتی ہے، ان سب سے بڑھ کر شدھی سبھا ہے ان آیات میں کفار مخالفین کا بتایا گیا ہے یعنی مسلمانوں کو کافر بنانا پس مسلمانوں کو ہوشیار اور سمجھ رکھنا چاہیے ہنود کا یہ فعل ہی ہے جو کفار عرب زمانہ رسالت میں کرتے تھے پھر جو ان کا انجام ہوا وہی ان کا بھی ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالی[12]

---

9 امرتسری، **تفسیر ثنائی**، 3:257۔

10 الانفال، 8:36۔

11 الممتحنہ، 60:2۔

12 امرتسری، **تفسیر ثنائی**، 3:362۔

آریا قوم نے سورۃ الصافات کی آیات 45، 46، 47 پر بھی اعتراض کیا جو درج ذیل ہیں:

"یطاف علیھم بکأس من معین. بیضآء لذۃ للشاربین. لا فیھا غول ولا ھم عنھا ینزفون"[13]

ان میں نے صاف اور سفید اور پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کا دور چلایا جائے گا جس میں نشے کا خمار ہو گا اور نہ ان کی عقل زائل ہو گی۔

ان آیات میں جنتیوں کے پینے کے بارے میں بیان ہو رہا ہے کہ ان کو صاف سفید اور لذت دینے والی شراب پلائی جائے گی۔ آریہ قوم جنت کی خمر (شراب) پر اعتراض کرتی ہے کہ دنیا میں تو حرام ہے اور آخرت جنت میں حلال ہے؟ مولانا آریہ قوم کو جواب قرآن کی آیت ہی سے دیتے ہیں اور دنیا اور آخرت پر ملنے والی شراب میں فرق کرتے ہیں کیونکہ جنت میں جو شراب ملے گی اس میں نشہ نہ ہو گا اور نشہ کی بنا پر ہی شراب حرام قرار دی گئی ہے کیونکہ اس سے انسانی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور انسان کو اپنے حواس پر قابو نہیں رہتا شرابی کے بارے میں قرآن میں اسی جگہ آتا ہے کہ وہ "بیضآء لذۃ للشاربین" یعنی دودھ جیسا سفید لذیذ شیرہ ہو گا جو پینے والے کو لذت دے گا مخالفین اسلام ھدایت اور رشد کی بات سن کر اس کو اختیار نہیں کرتے مندرجہ بالا آیت ہی میں آریہ کے اعتراض کر رد موجود ہے کہ اس شراب میں نہ نشہ کا خمار ہو گا اور نہ اس سے عقلیں زائل ہو گئی گویا وہ پینے کی لذیذ چیز ہے۔[14]

تبصرہ

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے ہندوؤں اور آریوں کی تحریر شدھی کے رد میں جن آیات سے استدلالات کیے، دراصل وہ آیات مشرکین مکہ، منافقین اور اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی سورۃ الحشر آیت نمبر 14 حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"یعنی یہ منافقین اور یہودی مل کر بھی کھلے میدان میں تم سے لڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتے البتہ قلعوں میں محصور ہو کر یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر تم پر وار کر سکتے ہیں جن سے یہ واضح ہے کہ یہ نہایت بزدل ہیں اور تمہاری ہیبت سے لرزاں و ترساں ہیں یعنی آپس میں ایک دوسرے کے سخت خلاف ہیں اس لیے ان میں باہم تو تکار اور تھکا فضیحتی عام ہے یہ منافقین کا آپس میں دلوں کا حال ہے یا یہودی اور منافقین کا یا مشرکین اور اہل کتاب کا مطلب یہ ہے کہ حق کے مقابلہ میں یہ ایک نظر آتے ہیں لیکن ان کے دل ایک نہیں ہیں وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف بغض و عناد سے بھرے ہوئے یعنی یہ اختلاف ان کی بے عقلی کی وجہ سے ہے اگر ان کے پاس سمجھنے والی عقل ہوتی تو یہ حق کو پہچان لیتے اور اسے اپنا لیتے"۔[15]

اسی آیت کے متعلق ابن عباس لکھتے ہیں:

"بنی قریظہ اور نضیر سب مل کر بھی تم سے نہیں لڑیں گے مگر شہروں مضبوط قلعوں میں یا دیواروں کی آڑ میں ان کی لڑائی بس آپس میں بڑی تیز ہے حضور صلی علیہ وسلم کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ منافقین اور یہود

---

13 الصافات، 3:45تا47۔

14 امرتسری، **تفسیر ثنائی**، 3:116۔

15 صلاح الدین یوسف، حافظ، **تفسیر احسن البیان** (دہلی: المنار للنشر والتوزیع، اگست 1995ء)، 1288۔

بنی قریظہ اور نضیر کو ایک بات پر متفق خیال کرتے ہیں مگر ان کے دل غیر متفق ہیں اور یہ اختلافات اور خیانت اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ حکم خداوندی اور توحید الٰہی کو نہیں سمجھتے"۔[16]

اسی طرح مولانا مرحوم نے آریوں کی تحریر شدھی بار سورۃ الانفال کی آیت نمبر 26 کا استدلال کیا اصل میں اس آیت میں اہل مکہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ حافظ عبد السلام بن محمد لکھتے ہیں:

"ان الذین کفروا ینفقون اموالهم۔۔۔۔۔ یہاں عن سبیل اللہ سے مراد اسلام ہے یعنی کفار خصوصا اہل مکہ کے جن کا یہاں ذکر ہو رہا ہے وہ اپنے اموال لوگوں کو اسلام سے روکنے کے لیے ہر طرح سے خرچ کرتے ہیں مال کا لالچ دے کر بھی اور جنگ کی تیاری کے لیے خوراک، سواریاں اور افراد مہیا کر کے بھی انہیں اسلام سے اس قدر دشمنی اور عناد ہے کہ اس سے روکنے کے لیے وہ اپنی محبوب ترین چیز مال خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے مگر اللہ تعالی نے پہلے ہی خبردار کر دیا کہ آئندہ جب بھی مسلمانوں کے خلاف کوئی کاروائی کریں گے انہیں اسی طرح ناکامی اور حسرت کا سامنا کرنا پڑے گا جس طرح اب بدر میں ان کا حشر ہوا ہے اس کے بعد جنگ احد اور خندق میں بھی انہیں ناکامی کے ساتھ لوٹنا پڑا، نہ مدینہ پر قبضہ کر سکے، نہ مال غنیمت حاصل کر سکے اور آخرت میں ان کافروں کا انجام یہ ہے کہ وہ جہنم میں دھکیل کر اکٹھے کیے جائیں گے"۔[17]

سورۃ الانفال کی آیت نمبر 36 کی تفسیر میں صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"جب قریش مکہ کو بدر میں شکست ہوئی اور ان کے شکست خوردہ اصحاب مکہ واپس گئے ادھر سے ابو سفیان بھی اپنا تجارتی قافلہ لے کر وہاں پہنچ چکے تھے تو کچھ لوگ، جن کے باپ، بیٹے یا بھائی اس جنگ میں مارے گئے تھے، ابو سفیان اور جن کا اس تجارتی سامان میں حصہ تھا، ان کے پاس گئے اور ان سے استدعا کی کہ وہ اس مال کو مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے استعمال کریں مسلمانوں نے ہمیں بڑا سخت نقصان پہنچایا ہے اس لئے ان سے انتقامی جنگ ضروری ہے اللہ تعالی نے اس آیت میں ان ہی لوگوں یا اسی قسم کا کردار اپنانے والوں کے بارے میں فرمایا کہ بے شک یہ لوگ اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکنے کے لئے اپنا مال خرچ کر لیں لیکن ان کے حصے میں سوائے حسرت اور مغلوبیت کے کچھ نہیں آئے گا اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا"۔[18]

عبد الحق الحقانی دہلوی رحمہ اللہ اگرچہ وہ بھی برصغیر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن انہوں نے ان آیات کا مصداق یہود بنی نضیر اور منافقین تک محدود رکھا ہے ان آیات کی روشنی میں برصغیر میں پائے جانے والے جو غیر اسلامی مذاہب ہیں ان کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی۔ یہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا امتیاز ہے چونکہ ان کا مطالعہ آریائی مذاہب پر بہت زبردست ہے اور اس کی روشنی میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو یہود مدینہ اور مشرکین مکہ کی جو صفات بیان کی گئی ہے ان کا اطلاق ان مذاہب کے حامل لوگوں پر کیسے ہوتا ہے اور مولانا نے خوب طریقے سے کیا ہے جبکہ

---

16 عاطف، محمد سعید احمد، حافظ (مترجم)، **تفسیر ابن عباس** (لاہور: مکی دار الکتب، اکتوبر 2005ء)، 3:358۔

17 بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، **تفسیر القرآن الکریم** (لاہور: دار الاندلس، 30 جون 2014ء)، 1:742۔

18 صلاح الدین یوسف، **تفسیر احسن البیان**، 454۔

برصغیر کے بھی اور جو برصغیر کے نہیں بھی ہیں یعنی عرب مفسرین انہوں نے تو ظاہر ہے یہ بالکل نہیں کیا لیکن برصغیر کے دیگر مفسرین نے بھی اتنی تحقیق مذاہب کے حوالے سے نہیں کی۔[19]

رد قادیانیت میں تفسیر ثنائی سے استشہاد

آپ نے اس سلسلے میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے دلائل کی روشنی میں آیت خاتم النبیین کی بحث:

"مسلمانوں کا اجماع عقیدہ ہے کہ حضور صلی وسلم کے زمانہ کے بعد نبوت ختم ہو چکی، اب کوئی بھی نئے سرے سے نبوت لے کر نہیں آئے گا کیوں کہ خاتم النبیین والی قرآنی نص بالکل واضح اور صریح ہے اور احادیث متواتر کے قریب آئیں ہیں **"لا نبی بعدی"** کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، بلکہ یہاں تک فرمایا: **"لو کان بعدی نبی لکان عمر"** یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا لیکن وہ بھی نبی نہیں کیونکہ **"لا نبی بعدی"**۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے سورۃ الاحزاب کی آیت مبارکہ 40 کو (خاتم النبیین والی آیت) اجرے نبوت کے لیے بطور استدلال پیش کر کے اپنی نبوت کا ثبوت دیا مرزا صاحب لکھتے ہیں: اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لیے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم انبیاء ٹھہرایا لہذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا وجود محو نہ کرے ایسا ہی انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی وسلم پر ختم ہو گئی ہے مگر نئی نبوت جس کے معنی ہیں کہ فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا کہ انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا کہ یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جاوے کہ آنحضرت صلی وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا کہ مکانات اور مخاطبات الہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔[20]

مرزا صاحب کا دعوی یہ تھا کہ مستقل نبوت ختم ہو چکی ہیں اور خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں کہ براہ راست نبوت پانے والے نبیوں کو ختم کرنے والا دوسری قسم نبوت مستفیضہ ہے یعنی پیغمبر اسلام علیہ السلام کے فیض اتباع سے نبی بننا اس کے متعلق مرزا صاحب نے کہا کہ یہ جاری ہے اور خود کو اسی قسم کا نبی شمار کیا ہے۔

اس اصولی تقریر کے بعد مرزا صاحب کا اثبات نبوت سننا چاہیے اپنی نبوت کا ثبوت اس طرح دیتے ہیں، لکھتے ہیں:

"جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص (مرزا) نے نبوت کا دعوی کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعوی کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص

---

[19] حقانی، ابو محمد، عبدالحق، دہلوی، **تفسیر فتح المنان بہ تفسیر حقانی** (کراچی: میر محمد کتب خانہ، س۔ن)، 4: 496۔

[20] امرتسری، ثناء اللہ مولانا، **تفسیر ثنائی**، 3:431۔

رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"۔

اب واضح ہوا کے احادیث نبویہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنخضرت صلی وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جو عیسی اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہو گا اور اس کثرت سے امور غیبیہ گیا اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہوسکتے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

"علم الغیب فلایظھر علی غیبی احدا، الا من ارتضیٰ من رسول فأنه یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصدا "[21]۔

یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالی نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔

تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہو اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔[22]

اس عبارت سے بالکل روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب امور غیبیہ پر اطلاع پانے کی وجہ سے اپنے آپ کو نبی کے نام کا مستحق ٹھہرایا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کے بتائے ہوئے بہت سے امور غیبیہ غلط ثابت ہوئے محمدی بیگم سے نکاح اور انجام آتھم کی پیشگوئی اس کی واضح مثالیں ہیں۔

حیات مسیح علیہ السلام

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے مرزائیت کے عقائد باطلہ کا تعاقب ہمہ جہت کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کیا ہے (فجزاہ اللہ خیرا) مرزا صاحب نے "وفات مسیح" پر جن تیس آیات کے تحت دلائل لکھے ہیں، ان کا ترتیب وار جواب دیا گیا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

"اذ قال اللہ عیسی انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون"[23]

21 الجن،72:26۔27۔

22 امرتسری، ثناء اللہ مولانا، **تفسیر ثنائی**،3:431،432۔

23 آل عمران،3:55۔

جب اللہ نے فرمایا: اے عیسی! میں تجھے فوت کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور ان کافروں سے پاک کرنے والا اور تیرے تابعداروں کو منکروں پر قیامت تک غالب رکھنے والا ہوں، پھر میری ہی طرف تم کو آنا ہے پس جس جس بات میں تم جھگڑتے ہو میں تم میں فیصلہ کروں گا۔

سید صاحب مرزا صاحب کی غلطی

مولانا ثناء اللہ امر تسری رحمہ اللہ اس آیت کے تحت بحث کی ابتدا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالی س بزرگ کی وفات کا ذکر کرتے ہیں جن کی تمام زندگی اور مرنے جینے کے متعلق لوگ اختلاف کرتے ہیں یعنی حضرت عیسی علیہ السلام"۔

تقریبا تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اس جگہ متوفیک کا معنی موت نہیں بلکہ دنیا سے اٹھانا مراد ہے مگر ہم نے اس جگہ سر سید احمد (جو کہ اس مسئلہ کے موجد اور مرزا غلام احمد جو کہ سید صاحب کے پیرو ہیں) کا ترجمہ قبول کیا ہے اور متوفیک کا معنی موت اور وفات دینے والا ہی لکھا ہے قرآن نے مسئلہ حیات مسیح میں کیا فیصلہ کیا ہے، اس سے پیشتر بیرونی شہادت اور گواہی دیکھنی بھی ضروری ہے یہودی اور عیسائی جو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات خود دیکھنے والے اور نسلا بعد نسل سننے والے ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت کو سولی پر لٹکایا گیا تھا مگر ان کے نتائج مختلف ہیں یہود کا نتیجہ تورات 1/ 13 "وہ یہ کہ جھوٹا نہیں مارا جائے گا" "کی رو سے فتح یابی ہے" اور "عیسائیوں کا نتیجہ کفارہ گناہ ہے" ہمارا صرف یہ مقصود ہے کہ دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام طبعی موت نہیں مرے بلکہ سولی دیے گئے تھے مسیح علیہ السلام کے مصلوب اور مقتول ہونے کو چونکہ قرآن مجید رد کرتا ہے اس لئے کوئی بھی مسلمان بلحاظ اہل کتاب اس کا خیال ہر گز نہ کرے پس دونوں گروہوں کے اتفاق سے یہ عمل با آسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام طبعی موت نہیں مرے ورنہ ممکن نہ تھا کہ یہ دونوں فریق اس سے بے خبر رہتے کیونکہ دونوں ہی ایک دوسرے سے بڑھ کر ان کے حالات کو تلاش کرنے والے تھے یہود کی غرض یہ تھی کہ ہمیں کہیں ملے تو انہیں موت کا مزہ چکھائیں اور عیسائیوں کو ان سے دلی لگاؤ تھا اس لئے وہ ان کے حالات کے متلاشی تھے اناجیل مروجہ اس بات کی شاہد ہے کہ عیسائیوں کو ان کے حالات سے کتنی مانوسیت تھی کہ ان کے معمولی معمولی مشاغل، چلنا پھرنا بھی لکھ دیا گیا ہے پھر اگر وہ موت طبعی سے بھی مرتے تو ممکن نہ تھا کہ عیسائی لوگ اس سے بے خبر رہتے۔[24]

خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ دونوں فریقوں کا طبعی موت سے انکار کرنا ضرور قابل غور بات ہے اور خاص کر مرزا صاحب کے نزدیک تو اور بھی زیادہ قابل غور ہے کیونکہ ان کے نزدیک نہ معلوم امور پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور ان کے واقعات پر نظر ڈالنی چاہیے تھا کہ اصل حقیقت واضح ہو جائے اور مرزا صاحب تواتر قوی کو حجت مانتے ہیں خواہ وہ کافروں کا ہی کیوں نہ ہو۔

ہمارا دعوی ہے کہ مسیح علیہ السلام طبعی موت نہیں مرے اور مرزائی کہتے ہیں کہ وہ طبعی موت مرے ہیں لہذا ہم نے یہود و نصاریٰ دونوں گروہوں سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ مسیح علیہ السلام طبعی موت نہیں مرے۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالی نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے دونوں فریق کہتے ہیں کہ مسیح مصلوب اور مقتول ہوئے مگر قرآن کہتا ہے:

---

24 امر تسری، ثناء اللہ مولانا، **تفسیر ثنائی**، 1:211۔

"وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم ، وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ،مالهم به من علم الا اتباع الظن ، وماقتلوه يقيناً۔ بل رفعه الله اليه ،وكان الله عزيزا حكيماً۔ ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته، و يوم القيمة يكون عليهم شهيدا"[25]ــہ

حالانکہ نہ انہوں (یہود) نے اس (مسیح علیہ السلام) کو قتل کیا اور نہ سولی دی لیکن وہ ان کے سامنے متشبہ کیا گیا جو لوگ اس امر میں (کہ مسیح کو قتل اور سولی نہیں ہوئی قرآنی بیان سے) مخالف ہیں وہ اس واقعہ سے بے خبری میں ہیں اس دعویٰ کی دلیل ان کے پاس نہیں ہاں اٹکلوں اور خیالوں کے تابع ہیں، انہوں نے ہر گز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اس کو اپنے پاس اٹھالیا اور خدا غالب حکمت والا۔

ان آیات میں اللہ تعالی نے کئی اشیاء کا تذکرہ کیا ہے سب سے پہلے تو یہود اور نصاری کے اس عقیدے کا رد کیا ہے کہ مسیح مصلوب ہو گئے تھے اور دوسرے نمبر پر اس واقعہ کی اطلاع دے رہے ہیں کہ میں نے مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے یہاں تک تو ہم میں اور مخاطبوں میں اتفاق ہے صرف اختلاف لفظ رفع کے معنی میں ہے، ہمارے مخاطب کہتے ہیں کہ رفع کے معنی رفع درجات ہے رفع جسم نہیں اور ہمارے نزدیک اس جگہ رفع جسم مراد ہے کیوں کہ اگر رفع درجات مان لیا جائے تو پھر یہودیوں کے قول کی مخالفت نہیں ہوتی جو لفظ بل سے ہونی چاہیے تھی اگر رفع جسم نہ مانا جائے گا تو معنی اس آیت کا یہ ہوا کہ یہود نے مسیح علیہ السلام کو یقینی طور پر قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کے درجات بلند کئے تو یہ ترجمہ بالکل ان مثالوں جیسا ہے کہ کوئی کہے کفار نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کا رتبہ بلند کیا اور نبی علیہ السلام کو کفار نے مکہ سے نہیں نکالا بلکہ اللہ نے ان کی عزت افزائی کی اس قسم سے محاورات سے سب سمجھتے ہیں کہ (بلکہ) سے جو پہلا فعل ہے اس کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ نفی حالانکہ اللہ تعالی مذکورہ بالا آیات میں لفظ بل (بلکہ) سے پہلا فعل یعنی مسیح کا مقتول و مصلوب ہونا اس کی نفی کر رہے ہیں نہ کہ اثبات۔

علاوہ ازیں اس آیت کے آخر میں اللہ تعالی نے اپنے دو صفات بیان کی ہیں: "وكان الله عزيزا حكيما" (اللہ غالب ہے حکمت والا) تو یہ الفاظ تراشیدہ معنی سے بالکل بے محل ہے کیونکہ ان الفاظ کا محل یہ ہے کہ کسی تعجب کو رفع کیا جائے اور کسی مشکل چیز کو آسان بتایا جائے اور نیک آدمیوں خصوصا علماء کے رفع درجات کو کون عجیب اور مشکل سمجھتا ہے؟ تو ثابت ہوا کہ اگر رفع کے معنی لفظ رفع درجات لیں تو یہود کی تکذیب کی بجائے ان کی تصدیق ہوتی ہے (یعنی یہودی آپ کو موت دینا چاہتے تھے اگر اللہ تعالی نے موت دے کر آسمان پر اٹھالیا تھا تو یہودیوں کے ارادوں کی تکمیل (نعوذ باللہ) اللہ نے کر دی) بلکہ ساتھ ہی آیت کے تمام الفاظ بھی درست طور پر چسپاں نہیں ہوتے تو جب رفع کا معنی یہ لیں کہ اللہ نے مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا تو پھر یہود کی بھی تکذیب ہوتی ہے (جو کہ آیت کا مقصد ہے) اور تمام الفاظ بھی اپنی اپنی جگہ پر چسپاں ہو جاتے ہیں، اور اگر یہ خیال ذہن میں آئے کہ اتنے دشمنوں کے ہوتے ہوئے کیسے آسمان پر زندہ اٹھالیا تو اللہ نے اس کا جواب آیت کے آخر میں دے دیا کہ میں بڑا غالب حکمت والا ہوں کہ جس کام کو کرنا چاہوں مجال نہیں کہ کوئی اس کو روک سکے۔

تو جب ثابت ہوا کہ اس جگہ رفع سے مراد رفع جسم ہے تو آیت زیر بحث "انی متوفیک و رافعک الی" میں بھی رفع سے مراد رفع درجات نہیں رفعہ جسم ہے کیونکہ اس آیت میں رفع کا وعدہ ہے جو اللہ نے بل رفعہ اللہ الیہ سے پورا کر دیا اور مرزا صاحب بھی مانتے ہیں کہ رافعک الی میں وعدہ ہے اور بل رفعه الله اليه نے وعدہ کو پورا کر دیا ہے۔

[25] النساء، 4:157 تا 159۔

اگر آیت نمبر 159 دیکھیں یعنی وان من اھل کتاب تو مطلب اور بھی واضح طور پر سمجھ میں آجاتا ہے، اس وضاحت کے لئے ہم اپنا ترجمہ نہیں کرتے (اور نہ ہی اس کا اوپر ترجمہ کیا ہے) بلکہ خود مرزا صاحب کے خلیفہ حکیم نور الدین صاحب کا ترجمہ نقل کر دیتے ہیں جن کے علم و فضل کا ہر مرزائی قائل ہے، لکھتے ہیں:

"نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوئے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہو گا اوپر ان کے گواہ"

یہ ترجمہ بالکل وضاحت کے ساتھ بتلا رہا ہے کہ مرزا صاحب کا معنی (رفع درجات) غلط ہے کیونکہ حکیم صاحب نے تمام ضمیریں حضرت مسیح کی طرف لوٹائی ہے تو جو شخص ان پر گواہ ہو گا اسی کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے اور یہ کام ابھی تک نہیں ہوا کیونکہ اہل کتاب میں سے یہود تو بالکل ہی مسیح علیہ السلام کو نہیں مانتے اور عیسائی بھی ان پر صحیح ایمان نہیں لاتے بلکہ انہیں خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور یہ ایمان لانے والا کام اسی وقت ہو گا جب حضرت عیسی علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ بجسد عنصری آسمان کی طرف زندہ اٹھائے گئے ہیں۔

خلاصہ بحث

تفسیر ثنائی کا اسلوب و منہج اور باطل مذاہب کا رد: ایک تجزیاتی مطالعہ کے تحت تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مطالعہ میں، قرآنی آیات کو سمجھنے کے علمی اور تجزیاتی اصولوں پر زور دیا گیا ہے، تفسیر ثنائی عموماً اسلامی عقائد کے خلاف استعمال ہوتی ہے، خاص طور پر قادیانیت اور دیگر باطل مذاہب کے خلاف۔ اس مطالعہ میں، قرآنی حجتوں اور سنتی دلائل کی بنیاد پر ان کا رد کیا گیا ہے۔

کتابیات

* عراقی، عبد الرشید، **تذکرہ ابو الوفاء** (گوجرانوالہ: ندوۃ المحدثین، 1983ء)۔
* سلفی، محمد رمضان یوسف، **مولانا ثناء اللہ امرتسری** (سیالکوٹ: جامعہ رحمانیہ، مئی 2016ء)۔
* امرتسری، ثناء اللہ مولانا، **تفسیر ثنائی** (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، دسمبر 2002ء)۔
* امرتسری، ثناء اللہ مولانا، (تعلیمات مرزا)، **احتساب قادیانیت** (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2001ء)۔
* صلاح الدین یوسف، حافظ، **تفسیر احسن البیان** (دہلی: المنار للنشر والتوزیع، اگست 1995ء)۔
* عاطف، محمد سعید احمد، حافظ (مترجم)، **تفسیر ابن عباس** (لاہور: مکی دار الکتب، اکتوبر 2005ء)۔
* بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، **تفسیر القرآن الکریم** (لاہور: دار الاندلس، 30 جون 2014ء)۔